احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

ہفتہ
یکم۔ اپریل 1995ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
خطبہ نمبر ۱۰
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد45-80 نمبر73 ہفتہ۔یکم ذیقعدہ۔1415ھ' یکم شہادت 1374 ہش' یکم اپریل 1995ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے

ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کون سا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمال صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے' لیکن جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جائے اسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ایمان اس کی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضاء کو کاٹ دیتا ہے۔ دیکھو اگر کسی کی آنکھیں نکال دی جائیں تو وہ آنکھوں سے بد نظری کیونکر کر سکتا ہے اور آنکھوں کا گناہ کیسے کرے گا اور اگر ایسا ہی ہاتھ کاٹ دئے جائیں۔ شہوانی قویٰ کاٹ دیئے جائیں پھر وہ گناہ جو ان اعضاء سے متعلق ہیں کیسے کر سکتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح پر جب ایک انسان نفس مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے تو نفس مطمئنہ اسے اندھا کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں گناہ کی قوت نہیں رہتی۔ وہ دیکھتا ہے پر نہیں دیکھتا۔ کیونکہ آنکھوں کے گناہ کی نظر سلب ہو جاتی ہے۔ وہ کان رکھتا ہے مگر بہرہ ہوتا ہے اور وہ باتیں جو گناہ کی ہیں نہیں سن سکتا۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۵۰۴)

خدا تعالیٰ کی باتوں کو توجہ سے سننا چاہئے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

انسان اخلاص لیکر اور دل کو صاف کر کے بیٹھے تو چھوٹی سے چھوٹی بات کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے دیکھئے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چھوٹے چھوٹے فقروں نے صحابہ میں ایسے تغیرات پیدا کر دئے کہ وہ ساری دنیا کے استاد بن گئے۔ مگر آج کل لوگ بڑی لمبی لمبی تقریریں اور لیکچر سنتے ہیں مگر کورے کے کورے ہوتے ہیں۔ وعظ اور لیکچر میں واہ واہ اور (اللہ پاک ہے) کہتے ہیں اور جب اٹھتے ہیں تو ان کے دل اسی طرح صاف ہوتے ہیں جس طرح دھوبی میل نکال کر کپڑا صاف کر دیتا ہے اور لمبے وعظوں اور خطبوں میں سوائے اس کے کہ لیکچرار کا زور اور وقت خرچ ہو۔ کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

میں اس وقت دوستوں کو یہی نصیحت کرنا چاہتا ہوں اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو۔ اگر اپنی اصلاح کی فکر رکھتے ہو۔ اگر خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو جو کچھ تمہیں سنایا جائے۔ کان کھول کر سنو۔ منافقین کے متعلق آتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے مگر باہر جا کر ایک دوسرے سے پوچھتے۔ کیا باتیں ہوئی ہیں۔ کیا وہ باتیں نہیں سنتے تھے؟ سنتے تھے۔ مگر بہروں کی طرح اور دیکھتے تھے مگر اندھوں کی طرح۔ پس اگر کوئی خطبہ اور وعظ سنتا ہے مگر اس پر اثر نہیں ہوتا تو اس خطبہ اور وعظ سننے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ وقت ضائع کرنا ہے۔ تم اگر خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو اگر (دین حق) سے فیض حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر روحانی ترقی کرنا چاہتے ہو تو میری اس نصیحت کو یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی باتوں کو سننے کے لئے کان اور دل کھول کر بیٹھو کیونکہ اگر کانوں اور دل پر پردہ ہو تو خدا تعالیٰ اپنی باتیں نہیں سناتا اور اپنی ہتک سمجھتا ہے کہ وہ اپنی نعمت دے اور لینے والا دروازے بند کر کے بیٹھا ہو۔ دیکھو اگر کوئی کسی کو اعلیٰ درجہ کا کھانا دے مگر وہ اسے پھینک دے تو پھر نہیں دیتا۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے نعمت آئے اور انسان کا قلب بند ہو تو پھر نہیں دیتا۔

(از خطبہ عید۔ ۲۵ جولائی ۱۹۲۳ء)

جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

یوم تحریک جدید ۲۸۔ اپریل

○ حسب فیصلہ مجلس مشاورت ۱۹۹۱ء کہ
"وکالت دیوان چندہ کے علاوہ دیگر مطالبات تحریک جدید کے لئے سال میں کم از کم دو مرتبہ یوم تحریک جدید منانے کا اہتمام کرے"

۱۔ اس کی تعمیل میں امراء' صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ سال رواں کا پہلا "یوم تحریک جدید" مورخہ ۲۸۔ اپریل ۹۵ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے جس میں احباب جماعت کو چندہ کے علاوہ دیگر مطالبات تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔

۲۔ اس موقع پر امراء' صدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے دیگر مطالبات کی اہمیت احباب جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

۳۔ خطبات میں تحریک جدید کے مطالبات اور انکی حکمت عملی بیان کی جائے۔

۴۔ اس دن خصوصیت کے ساتھ تحریک جدید کے ذریعہ جماعت پر نازل ہونے والے انعامات و افضال الٰہیہ کا احباب جماعت کے سامنے ذکر کیا جائے۔

۵۔ اس دن حسب ذیل مطالبات پر خصوصی طور پر روشنی ڈالی جائے۔

۱۔ احباب جماعت سادہ زندگی بسر کریں۔ لباس اور کھانے میں سادگی اختیار کی جائے۔
۲۔ مطالبات وقف اولاد/ وقف زندگی
(الف) والدین اپنی اولاد کو خدمت دین کے لئے وقف کریں۔
(ب) نوجوان اور پنشنر احباب دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔
(ج) رخصت موسمی اور رخصت کے ایام خدمت دین کے لئے وقف کریں۔
۳۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔
۴۔ جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا کام جو بھی مل سکے کر لیں۔
۵۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔
۶۔ راستوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔
۷۔ قومی دیانت کا قیام کریں۔
۸۔ مقاصد تحریک جدید کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔

امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ جلسہ یوم تحریک جدید کی رپورٹ سے بھی دفتر کو مطلع فرمائیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ	قیمت دو روپیہ

یکم - شہادت ۱۳۷۴ ہش — یکم - اپریل ۱۹۹۵ء

بے امنی - بے اطمینانی

اس وقت جو کچھ ملک میں ہو رہا ہے وہ کسی شخص کے لئے بھی قابل اطمینان نہیں۔ اگرچہ سب سے زیادہ بے امنی ملک کے ایک حصے میں ہے لیکن ایک تو یہ کہ دوسرے حصے بھی اس سے مبرا نہیں اور دوسرے یہ کہ یہ بے امنی ایسے حصے میں ہے جس کا سارے ملک سے اسی طرح تعلق ہے جس طرح دل کا سارے جسم سے۔ خاصی دیر سے کوششیں جاری ہیں کہ امن وامان قائم ہو۔ مختلف وسائل استعمال میں لائے گئے ہیں۔ مختلف تدابیر کی گئی ہیں۔ کوششوں میں بھی کہا جا سکتا ہے کہ کوئی کمی نہیں رہی۔ لیکن حالات ہیں کہ بہتر ہونے میں نہیں آتے۔ بلکہ یہ بے امنی اس علاقے سے 'یوں لگتا ہے کہ' پھیلتی چلی جا رہی ہے اور دوسرے علاقے بھی پہلے کی نسبت زیادہ اس بے امنی میں ملوث ہو رہے ہیں یہ حالات کب درست ہوں گے کوئی نہیں کہہ سکتا۔ اب تو کیفیت یہ ہے کہ اپنے وسائل کو ناکافی سمجھتے ہوئے ہم نے اقوام متحدہ اور امریکہ سے بھی خواہش کی ہے کہ وہ ہماری مدد کریں۔

امن اور اطمینان دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں امن نہ ہو تو اطمینان کا کوئی امکان نہیں اور اطمینان صرف اس وقت ہمارا ساتھ چھوڑتا ہے جب ہمیں امن کی صورت نظر نہیں آتی۔ قیام امن دراصل ہر شخص کا فرض ہے۔ یہ فرض یوں بھی بنتا ہے کہ کون جانے کب 'کون شخص' بے امنی کی لپیٹ میں اس طرح آجائے کہ اسے اس بات پر پچھتانا پڑے کہ اس نے وقت پر امن کے قیام کی کوئی کوشش نہیں کی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں:-

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے امن اور عدل کے قائم رکھنے کے لئے کچھ قواعد مقرر فرمائے ہیں۔ وہ قوانین اس قسم کے ہیں کہ ان کو نظر انداز کرنے اور ان سے لاپرواہی کرنے سے نہ تو کوئی خود امن میں رہ سکتا ہے۔ نہ دوسرے رہ سکتے ہیں تم یہ بات ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ بلا امن کے بھی کوئی آرام میسر ہو سکتا ہے۔ دنیا میں جتنی بے چینیاں ہیں وہ سب بے امنی کا نتیجہ ہیں بلکہ بے اطمینانی نام ہی بے امنی کا ہے۔ غور کرو جس شخص کی آنکھ 'ناک' کان' زبان' انتڑی' معدہ' پھیپھڑا' جگر' دل' تلی وغیرہ سب امن میں ہوں۔ کیا وہ بے آرام ہوا کرتا ہے۔ انسان کب بے آرام ہوتا ہے تبھی جب اس کے جسم میں امن نہیں رہتا۔ اس کے جسم کے کسی حصے میں جنگ شروع ہوتی ہے۔ وہ تمام بے چینیاں جو جسم سے متعلق ہیں تبھی ہوتی ہیں جب جسم کے کسی حصے میں بے امنی ہو۔ یہی حالت جذبات اور خیالات میں ہے۔ خیالات میں بے چینی کی ہے۔ دل کی بے چینی کو اگر دیکھو تو وہ بھی بے سبب نہیں ہوتی۔ کوئی چیز ہوتی ہے جو اس پر حملہ کرتی ہے اور دل کی پیاری چیز کو دکھ پہنچاتی ہے۔ تب دل میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ رشتہ داروں یا جذبات میں' دین کے معاملات میں' تمدنی یا سیاسی حالات میں' بے امنی کے نتیجہ میں ہی بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے۔ کیا وہ ملک بھی غیر مطمئن ہوتے ہیں جن کو کسی دشمن کا خوف نہیں ہوتا اور ان پر کوئی حملہ نہیں کرتا۔ غرض یہ بے چینی اور بے آرامی فقدان امن ہی کا نام ہے۔ جب امن اٹھ جائے یا اٹھ جانے کا اندیشہ ہو تب بے آرامی ہوتی ہے۔ پس کوئی نہیں کہہ سکتا کہ امن کی ضرورت نہیں۔ یا ہمیں چین اور اطمینان کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک شخص کے مدنظر آرام اور اطمینان ہوتا ہے۔"

بھوک اور پیاس کی یہ بات نہیں
بات ہے یہ فقط قناعت کی
جو ملے اس پہ شکر کیجیگا
حد بھی ہوتی ہے کوئی حاجت کی

ابوالاقبال

○

بہت سے فکر تھے فکرِ معاش کر نہ سکی
خدا تو پا لیا خود کو تلاش کر نہ سکی

رہی کشا کشِ حالات اور جدوجہد!!
شکست کس کی تھی یہ راز فاش کر نہ سکی

غموں کی آگ نے دل کو جلا کے خاک کیا
جگر کباب بنایا پہ قاش کر نہ سکی

تمام عمر سفر اور تلاش میں ہی رہی
جہاں میں ٹھیک طرح بود و باش کر نہ سکی

بہت عزیز سی لاشوں کو دفن کر ڈالا
سپردِ خاک بس اپنی ہی لاش کر نہ سکی

خدا کے نام پہ ہو ختم کاش یہ جیون
ہر ایک بات پہ میں کاش کاش کر نہ سکی

بہت سی بار گری آسمان سے عظمت
مگر مَیں اپنی انا پاش پاش کر نہ سکی

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

سوموار 3-اپریل 1995ء

(پاکستانی وقت کے مطابق)

9-04 تلاوت- محترم قاری محمد عاشق صاحب
9-21 ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۱۱ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (فرمودہ ۱۹۹۴ء-۹-۲۱)
10-24 نظم
10-33 تقریر- قدرتی آفات یا آسمانی سزا از مکرم ہادی علی چوہدری
11-30 نظم
11-41 تقریر از مکرم عبدالوہاب صاحب (۱۹۹۴-۸-۱۱)
12-04 تلاوت از مکرم فیروز عالم صاحب
12-15 خطبہ جمعہ فرمودہ ۹۴-۱۲-۳۰ کا بنگلہ ترجمہ
1-19 نظم اطفال
1-26 طبی- معاملات- ناصاف پانی کے خطرات ڈاکٹر مجیب اور ڈاکٹر لطیف (۹۴-۹-۱۹)
1-58 تقریر- صداقت احمدیت از محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب
2-35 کوئز پروگرام- ناصرات
3-30 تلاوت
3-45 حدیث
4-00 یوروفائل
5-00 خبریں
5-30 اراؤنڈ دی گلوب Stepping Stones
6-00 ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۷۳
7-00 احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی جرمن پروگرام- فرینکفرٹ کی سیر
8-00 چلڈرنز کارنر-
8-50 کل کے پروگرام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھے پکارتا ہے میں اُس کی دُعا قبول کرتا ہوں

مگر قبولیت کا طریق یہ ہے کہ وہ میری باتیں قبول کریں

(خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی ۲۱ جولائی ۱۹۱۶ء)

میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں بیان کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو میں اس امر کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ انسان کو دعا کس رنگ اور کس طریق میں کرنی چاہئے جس کے نتیجہ میں قبولیت کا وہ زیادہ امیدوار ہو۔ اور وہ کیا شرائط ہونے چاہئیں۔ جن کے مطابق کی ہوئی دعا خدا تعالیٰ کے حضور قبول ہو جائے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے اور ہم اس کی رعایا۔ کسی کی درخواست اور عرضی کو قبول کرنا بادشاہ کا اپنا کام ہے۔ رعایا کا نہ یہ فرض ہے نہ کام ہے۔ اور نہ حق ہے کہ بادشاہ یا حاکم ضرور ہی اس کی درخواست کو قبول کرلے۔ اگر وہ ہربات کو قبول کرلے اور ضرور قبول کرلے تو گویا وہ نوکر ہوا اور رعایا آقا۔ وہ خادم ہوا اور رعایا مخدوم۔ کیونکہ جو کسی کی ہر ایک بات ماننے کے لئے مجبور ہوتا ہے وہ آقا نہیں بلکہ خادم ہوتا ہے۔ آقا خادم کی بات ماننے کے لئے مجبور نہیں ہوتا۔ بلکہ مختار ہوتا ہے اس کے اختیار میں ہوتا ہے کہ چاہے تو قبول کرے اس کے لئے وہ مجبور نہیں ہوتا۔ اور چاہے تو رد کردے اس سے اس پر کوئی الزام نہیں آتا۔ چونکہ خدا تعالیٰ نہ صرف آقا ہے اور ہم خادم بلکہ وہ مالک ہے اور ہم غلام۔ پھر وہ خالق ہے اور ہم مخلوق۔ تو جبکہ خادم اور آقا کا تعلق بھی ایسا نازک ہوتا ہے کہ خادم کو کبھی یہ امید نہیں ہوسکتی۔ کہ میرا آقا میری ہر ایک بات کو ضرور ہی مان لے گا۔ تو ایک انسان کس طرح خیال کرسکتا ہے کہ اس کی ہر ایک بات خدا تعالیٰ کو قبول کرلینی چاہئے۔ اگر کوئی خادم یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی ہر ایک بات اس کا آقا مان لیتا ہے تو اس کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ خادم کو ہمیشہ خدمت کے مقام پر کھڑا رہنا چاہئے۔ اور اپنے رویہ طریق اور خیالات کو اسی حد میں محدود رکھنا چاہئے۔ جو اس کی خادمیت کے مناسب ہے۔ نہ کہ آقا بننا چاہئے۔

پس کسی کا یہ امید کرنا یا ایسا خیال کرنا کہ اگر میری تمام دعائیں خدا قبول کرے اور کسی کو رد نہ کرے تب خدا خدا ہوسکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ اس طرح کی بات ہے کہ گویا (ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں) وہ انسان خدا ہے اور خدا اس کا بندہ۔ یہ آقا ہے اور وہ خادم۔ یہ مالک ہے اور وہ غلام۔ کیونکہ جو کسی کی ہر ایک بات ماننے کے لئے مجبور ہوتا ہے وہ بندہ۔ اور غلام ہوتا ہے نہ کہ منوانے والا خادم اور غلام۔ تو یہ امید کرنا ہی باطل ہے کہ میری تمام کی تمام دعائیں قبول ہو جانی چاہئیں یہ خیال کوئی جاہل سے جاہل اور نادان سے نادان انسان کرے تو کرے ورنہ دانا نہیں کرسکتا۔ گو آج کل کے (فرمانبرداروں) میں سے بعض اسی قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ بعض لوگ جو مجھے دعا کے لئے لکھتے ہیں انہیں جواب دیا جاتا ہے کہ (اگر اللہ نے چاہا تو) دعا کی جائے گی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ ابھی تک وہ کام نہیں ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دعا نہیں کی۔ اب آپ ضرور دعا کریں۔ ہم لکھتے ہیں ہمارا کام دعا کرنا ہے۔ وہ کرتے ہیں آگے کام کرنا خدا کے اختیار میں ہے اس میں ہمارا کوئی دخل نہیں۔ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ آپ نے یہ کیا لکھ دیا۔ آپ تو جو چاہیں خدا سے منوا سکتے ہیں۔ پس ہمارا یہ کام بھی کروا دیجئے۔ تو اس قسم کے خیالات ہیں آج کل کے (فرمانبرداروں) کے جو اس جہالت کا نتیجہ ہیں جو ان میں پھیلی ہوئی ہے۔ انہوں نے کسی کے بزرگ ہونے کے یہ معنی سمجھ رکھے ہیں کہ وہ (ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں) خدا سے بھی بزرگ ہے جو چاہے کروا سکتا ہے۔ حالانکہ بزرگ کے اصل معنی یہ ہیں کہ وہ لوگوں میں سے بزرگ ہے جیسے کہتے ہیں کہ باپ کا بزرگ بیٹا۔ یعنی سب سے بڑا بیٹا۔ اس کے یہ معنی نہیں ہوا کرتے کہ وہ اپنے باپ سے بھی بزرگ ہے۔ بلکہ یہ کہ دوسرے بھائیوں سے بزرگ ہے اسی طرح خدا کے بزرگ کے یہی معنے ہیں کہ اس کی مخلوق سے بزرگ ہے اور خدا اوروں کی نسبت اس کی دعائیں زیادہ قبول کرتا ہے۔ جیسے گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام ہوتے ہیں ان کی باتیں دوسروں کی نسبت بہت زیادہ مانی جاتی ہیں مگر یہ نہیں ہوتا کہ گورنمنٹ ان کی سب کی سب باتیں مان لے۔ تو یہ ایک باطل عقیدہ ہے جو پھیلا ہوا ہے کہ خدا کو سب دعائیں قبول کرلینی چاہئیں۔

پچھلے خطبہ میں جو میں نے یہ کہا تھا کہ ایسے طریق بتاؤں گا۔ جن سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس سے شاید کسی کے دل میں یہ بات آئی ہو کہ اگلے جمعہ میں کوئی ایسی ترکیب بتا دی جائے گی جس سے جو چاہیں گے خدا تعالیٰ سے منوالیں گے اور اب یہ سن کر کہ خدا تعالیٰ ہر ایک دعا قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں ہے اور نہ ہی کسی عقلمند کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ اس کی تمام دعائیں قبول ہو جائیں گی۔ کوئی کہہ دے کہ پہاڑ کھودنے سے چوہا ہی نکلا ہے۔ یعنی جب کسی بڑی چیز کی امید ہو اور بہت چھوٹی چیز حاصل ہو تو یہی کہا جاتا ہے۔ پس اگر کسی نے یہ خیال کیا تھا کہ اگلے خطبہ جمعہ میں کوئی ایسا طریق بتا دیا جائے گا۔ جس سے جو بات چاہیں گے خدا سے قبول کروالیں گے تو وہ اپنے دل سے اس کو نکال دے کیونکہ یہ کفر ہے اور یہ بات نہ میرے ذہن میں آئی اور نہ ہی کسی ایسے انسان کے ذہن میں آسکتی ہے جو خدا تعالیٰ کی عظمت۔ جلال اور قدرت سے واقف ہے۔ میرا مدعا تو یہ تھا کہ ایسا طریق بتایا جائے جس سے نسبتاً خدا تعالیٰ زیادہ دعائیں قبول فرمالے۔ یہ ہرگز نہیں تھا کہ میں کوئی ایسا گر جانتا ہوں یا بتا سکتا ہوں یا یہ کہ میرا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے انسان جو چاہے منوا سکتا ہے۔

پس میں پہلے اس بات کو صاف کرنا چاہتا ہوں کہ میں قطعاً کوئی ایسا گر نہیں جانتا کہ جس سے آقا خادم اور خادم آقا بن جائے۔ خالق مخلوق ہو جائے اور مخلوق خالق۔ مالک غلام قرار پا جائے اور غلام مالک۔ کیونکہ آقا۔ آقا ہی ہے اور غلام غلام۔ خدا تعالیٰ ازل سے آقا ہے۔ خالق ہے۔ مالک ہے۔ رازق ہے۔ اور ہمیشہ اسی طرح رہا ہے۔ اسی طرح رہے گا۔ انسان ہمیشہ سے خادم۔ مخلوق اور مملوک رہا ہے اور اس کی یہی حالت ہمیشہ رہے گی۔ حتیٰ کہ جنت میں جب اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج پر ہوگا تو بھی یہی حالت ہوگی۔ تو اس قسم کا خیال کفر ہے۔ اور میں ہرگز ہرگز اس کا قائل نہیں۔ ہاں ایسے رنگ اور طریق ضرور ہیں' کہ جن سے انسان اللہ تعالیٰ کو خوش کرکے جہاں تک آقا اور مالک خالق اور مخلوق مالک اور مملوک کا تعلق ہے اپنی بات منوا سکتا ہے جیسے ایک بچہ اپنے باپ سے اور شاگرد اپنے استاد سے منوالیتا ہے مگر ایسا کوئی بچہ نہیں ہوسکتا جو باپ سے اپنی ہربات منوالے اور نہ ایسا کوئی شاگرد ہوسکتا ہے جو استاد سے جو چاہے منظور کروالے۔ کوئی جاہل اور نادان باپ یا استاد ہر ایک بات مان لے تو یہ ایک الگ بات ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ کسی پٹھان نے اپنے لڑکے کو پڑھانے کے لئے ایک استاد رکھا تھا ایک دن استاد نے لڑکے کے سبق یاد نہ کرنے پر اس کو سخت پیٹنا شروع کردیا۔ لڑکا تلوار لے کر مارنے پر آمادہ ہوگیا۔ استاد بیچارہ جان بچانے کے لئے بھاگا۔ وہ اس کے پیچھے دوڑا۔ راستہ میں لڑکے کا باپ مل گیا۔ استاد صاحب نے سمجھا کہ اب جان بچ جائے گی۔ اس لئے اس کے پاس جا کر کہنے لگا۔ دیکھئے آپ کا لڑکا مجھے قتل کرنا چاہتا ہے اس کو روکیئے۔ اس نے کہا کہ بھاگو مت۔ ٹھہر جاؤ۔ میرے بیٹے کا یہ پہلا وار ہے خالی نہ جانے پائے۔ تو کوئی بیوقوف ہی ایسا کرسکتا ہے نہ کہ عقلمند۔ پس میں جو دعاؤں کے قبول ہونے کا طریق بتاؤں گا وہ ایسا ہی ہوگا کہ جس سے خدا زیادہ دعائیں قبول کرلے گا نہ ایسا کہ ہر ایک دعا کو قبول کرلے گا۔

پہلا طریق جس سے دعائیں قبول ہوتیں اور کثرت سے خدا تعالیٰ سنتا ہے وہ تو اس قسم کا ہے کہ ہر ایک انسان اسے اختیار نہیں کرسکتا۔ بلکہ خاص خاص انسان ہی اس پر چل سکتے ہیں کیونکہ وہ انسان کے کسب سے متعلق نہیں بلکہ اس کے رتبہ اور مرتبہ سے تعلق رکھتا ہے اس مرتبہ کا جو انسان ہوتا ہے اس کی نسبت تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ اس کی ہر ایک دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ابھی میں نے اس بات سے انکار کیا تھا کہ انسان کی ہر ایک دعا قبول نہیں ہوتی۔ مگر اب میں نے کہا ہے کہ اس مرتبہ کے انسان کی ہر ایک دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ان دونوں باتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن جب میں یہ بتاؤں گا کہ وہ مرتبہ کیا ہے تو آپ لوگ خود بخود سمجھ جائیں گے کہ کوئی اختلاف نہیں ہے۔

میں نے اس مرتبہ اور مقام کا نام آلہ یعنی ہتھیار رکھا ہوا ہے جس کے ہاتھ میں ہتھیار ہو وہ اسے جہاں چلائے چلتا ہے اور اگر وہ ہتھیار ضرب نہ لگائے تو اس کا قصور نہیں ہوتا بلکہ چلانے والے کا ہوتا ہے لیکن کوئی چلانے والا یہ کبھی نہیں چاہتا کہ وہ کوئی ہتھیار چلائے اور وہ نہ چلے بلکہ وہ یہی چاہتا ہے کہ میں جہاں بھی چلاؤں وہیں چلے۔ اسی طرح انسان پر ایک ایسا وقت آتا ہے جبکہ وہ خدا کے ہاتھ میں بطور ہتھیار کے ہو جاتا ہے۔ وہ نہیں کھاتا۔ جب تک کہ خدا اسے نہیں کھلاتا۔ وہ نہیں پیتا۔ جب تک کہ خدا اسے نہیں پلاتا۔ وہ نہیں سنتا جب تک کہ خدا اسے نہیں سناتا۔ وہ نہیں جاگتا جب تک کہ خدا اسے نہیں جگاتا۔ وہ نہیں سوتا جب تک کہ خدا اسے نہیں سلاتا۔ غرضیکہ اس کی ہر حرکت اور ہر سکون اللہ تعالیٰ کے لئے اور اسی کے اختیار میں ہوتی ہے۔ ایسا انسان جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے کیونکہ وہ اس کی نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے اس کے کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ اس لئے کرتا ہے اور اس کی دعا کا قبول کر لینا خدا تعالیٰ کی شان کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جو دعا مانگی جاتی ہے۔ وہ دراصل خدا ہی نے منگوائی ہوتی ہے۔ پس چونکہ مانگنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے اور دینے والا بھی اللہ ہی۔ اس لئے وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے اور ممکن نہیں کہ قبول نہ ہو مثال کے طور پر دیکھئے۔

جب کوئی حاکم اپنے ماتحت کام کرنے والوں کا معائنہ کرنے آتے ہیں تو ماتحت اپنی ضروریات کو ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مثلاً فرض کرو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ڈپٹی کمشنر تحصیل میں آیا۔ اور تحصیلدار نے اپنی ضروریات اس کے سامنے پیش کیں کہ فلاں چیز کی ضرورت ہے فلاں سامان خریدنا ہے۔ فلاں کام کروانا ہے وغیرہ وغیرہ۔ وہ اس میں سے کچھ مان لے گا اور کچھ رد کر دیگا لیکن کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر خود کوئی ضرورت دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ چیز بھی ہونی چاہئے اس کے لئے تحصیلدار کو کہتا ہے کہ اس چیز کی منظوری حاصل کرنے کے لئے رپورٹ کردو۔ وہ رپورٹ کر دیتا ہے اب یہ کبھی نہ ہوگا کہ ڈپٹی کمشنر اس رپورٹ کو رد کر دے یا نامنظور کردے کیونکہ اس کے متعلق وہ خود کہہ گیا تھا کہ کرو۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنے بندے کی زبان پر خود دعا جاری کرتا ہے۔ پس جب خود کرتا ہے تو پھر اسے رد نہیں کرتا۔ یہ اس بندے کے قرب اور درجہ کے اظہار کے لئے ہوتا ہے اور اگر وہ کوئی اور دعا کرنے لگے تو خدا تعالیٰ اس کے دل اور دماغ پر ایسا تصرف کر لیتا ہے کہ اس کے منہ سے وہ کلمات ہی نہیں نکلتے۔ جو وہ نکالنا چاہتا تھا بلکہ ایسے کلمات نکلتے ہیں۔ جو قبول ہونے والے ہوتے ہیں تو ایسے انسانوں کے دعا کرنے کے دو طریق ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام یا کشف یا وحی یا رؤیا کے ذریعہ سے انہیں بتا دیا جاتا ہے کہ یہ دعا مانگو۔ دوسرا یہ کہ اگر وہ کوئی ایسی دعا مانگنے کی نیت کرے جو قبول نہ ہونے والی ہو۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا تصرف ہوتا ہے کہ ان کی نیت بالکل بدل جاتی اور یہ خواہش ہی بالکل جاتی رہتی ہے کہ دعا کرے پھر جو الفاظ اور جو طریق اس دعا کرنے کے لئے اس کے مدنظر ہوتا ہے وہ بھول جاتا ہے اور زبان سے خدا کی طرف سے بنے بنائے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں جس سے خود بھی حیران رہ جاتا ہے۔ کہ میں کہنا کیا چاہتا تھا اور کہہ کیا رہا ہوں اس قسم کی دعا میں وسعت بھی بہت زیادہ ہوتی ہے اتنی کہ دو دو گھنٹے گزر جاتے ہیں مگر انسان سمجھتا ہے کہ کوئی پانچ چھ منٹ ہوئے ہوں گے۔ وقت گزرتے ہوئے بھی پتہ نہیں لگتا کیونکہ وہ ایسا محو ہوتا ہے کہ اس دنیا سے اس کا دل و دماغ بالکل کھنچ جاتا ہے۔ اور صرف خدا ہی خدا اسے نظر آتا ہے۔ مگر یہ کوئی ایسا طریق نہیں ہے جس کے متعلق ہر ایک انسان کو کہہ دیا جائے کہ اس طرح کیا کرو۔ کیونکہ یہ مرتبہ سے تعلق رکھتا ہے جس کا پانا کسی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں۔ پس جبکہ یہ انسانی اختیار میں ہی نہیں تو اس پر عمل کرنا یا کر سکنے کے کیا معنے؟ اس لئے میں یہ طریق بھی نہیں بتاؤں گا بلکہ وہ بتاؤں گا جس میں بندے کا اختیار اور تصرف ہو۔ لیکن اس سے یہ نہیں ہوگا کہ ساری کی ساری دعائیں قبول ہو جاتی ہیں بلکہ یہ کہ زیادہ قبول ہوتی ہیں۔

پس سب سے پہلا طریق جو میں بتانا چاہتا ہوں۔ وہ اسی آیت میں ہے جو میں نے ابھی پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) میرے بندے جب میری نسبت سوال کریں۔ یعنی کہیں کہ خدا کس طرح دعا قبول کرتا ہے تو کہو (-) میں سب سے بہتر مدعا کو پورا کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میری ایک صفت یہ بھی ہے کہ میں ہر ایک چیز کے قریب ہوں۔ دعا کرنے والے کے بھی۔ اور جس مدعا کے لئے دعا کی جائے اس کے بھی۔

یہاں ایک سوال ہو سکتا تھا۔ اور وہ یہ کہ ہر ایک قریب ہونے والا تو فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ ایک چپڑاسی بادشاہ کے دربار میں جاتا ہے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا کہ کسی کرسی پر بیٹھ سکے۔ اسی طرح چتر اٹھانے والا وزیر سے بھی زیادہ بادشاہ کے قریب بیٹھا ہوتا ہے مگر کیا وہ وزیر کی کرسی پر بیٹھنے کی جرات کر سکتا ہے ہرگز نہیں تو انسان کے خدا کے نزدیک ہونے سے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ اس کی دعا بھی قبول کر لے گا اور وہ اس وجہ سے فائدہ حاصل کر لے گا۔ اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے ایک ایسا گُر بتایا ہے جس میں اس سوال کا جواب بھی آجاتا ہے اور جو عام پور طور پر فطرت انسانی میں کام کرتا نظر آتا ہے اور وہ یہ (-) تم میری ہر ایک بات مان لیا کرو۔ اور جو حکم ہم نے تمہارے لئے بھیجے ہیں۔ ان پر عمل کرو۔ اور اپنے تمام حرکات و سکنات کو شریعت کے ماتحت لے آؤ تو پھر تمہاری دعامیں قبولیت بہت بڑھ جائے گی کیوں؟ اس لئے کہ خادم کو انعام اس وقت ملا کرتا ہے جبکہ آقا خوش ہوتا ہے۔

اگر کوئی خادم اپنے آقا کو ناراض کر کے مانگتا ہے تو محروم رہتا ہے اس طرح کبھی کسی کو انعام نہیں ملا کرتا۔ کیونکہ ناراضگی کا وقت ایسا نہیں ہوتا جبکہ انعام و اکرام دیا جائے۔ چھوٹے بچوں ہی کو دیکھ لو۔ انہیں کوئی سمجھ نہیں ہوتی لیکن اگر ماں باپ سے کچھ مانگنے آئیں اور انہیں غصہ میں دیکھیں تو چپکے ہو کر الگ بیٹھ جاتے ہیں۔ لیکن جب خوشی میں دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ چیز لے دو۔ وہ لے دو۔ تو بچے بھی سمجھتے ہیں۔ کہ غصے میں ہماری بات نہیں مانی جائے گی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کوئی بلاوجہ نہیں ہوا کرتی۔ اسی وقت ہوتی ہے جبکہ اس کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے۔ پس دعامیں قبولیت حاصل کرنے کا ایک رنگ یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال پر غور کرے کہ کوئی فعل اس سے شریعت کے خلاف تو نہیں ہو گیا۔ ہر ایک کام جو وہ کرے شریعت کے ماتحت کرے جب یہ حالت پیدا ہو جائے گی تو اس کی دعا قبول ہو جائے گی۔ جس طرح ایک محنتی طالب علم جو اچھی طرح سبق یاد کر کے لاتا ہو۔ استاد کے نزدیک اس کی بات زیادہ مانی جاتی ہے کہ اگر طلباء نے چھٹی لینی ہو تو جو لڑکا لائق ہو اسے استاد کے پاس بھیجتے ہیں تاکہ وہ چھٹی مانگے۔ اس کی ایک وجہ ہوتی ہے اور وہ یہ کہ طالب علم سمجھتے ہیں کہ اگر ایسے لڑکوں نے چھٹی مانگی جو سکول کا کام اچھی طرح نہیں کرتے تو استاد کہے گا کہ پڑھائی سے بچنے کے لئے چھٹی لیتے ہیں اور اگر لائق لڑکے مانگیں گے تو پھر ایسا خیال نہیں کیا جائے گا چونکہ استاد پہلے بھی ان پر خوش ہوتا ہے اس لئے رخصت دے دیگا۔ خدا تعالیٰ بھی اسی کی دعا قبول کرتا ہے جو اس کو راضی رکھتا ہے اس لئے فرمایا (-) میرے بندوں کو چاہئے کہ اگر وہ اپنی دعاؤں کو قبول کروانا چاہتے ہیں تو میری باتیں مان لیا کریں۔ اگر یہ میرے احکام کو قبول کریں گے اور ان پر عمل کریں گے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کی دعائیں قبول ہو جائیں گی خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو (ایمان والے) کا ولی قرار دیا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کےلئے) فرمایا کرتے تھے۔ دوست اسے نہیں کہتے جو ہر ایک بات مان لے بلکہ اسے کہتے ہیں جو کچھ مانے اور کچھ منوائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو (ایمان والوں) کا ولی فرماتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بہت سی باتیں بندہ کی میں مان لیتا ہوں۔ اور بہت سی اسے ماننی چاہئیں۔ خدا فرماتا ہے کہ جو مجھے پکارتا ہے میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ مگر اس کے قبول ہونے کا طریق یہ ہے کہ وہ بھی میری باتیں قبول کرے۔ وہ میرے احکام کو مانے پھر اسے جو تکلیفیں اور مصیبتیں پیش آئیں گی ان کو میں دور کروں گا۔ گویا خدا تعالیٰ ایک عہد کرتا ہے کہ تم میری باتیں مانو میں تمہاری مانوں گا تو دعا کے قبول ہونے کا یہ پہلا گُر خدا تعالیٰ نے اس آیت میں بتا دیا ہے۔

دوسرا گُر بھی اس آیت میں ہے اور وہ یہ کہ فرمایا (-) اگر میرے بندے دعا قبول کروانا چاہتے ہیں تو اس کا دوسرا طریق یہ ہے کہ مجھ پر ایمان بھی لائیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ زائد الفاظ ہیں کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی تمام باتیں مانے گا ضرور ہے کہ وہ ایمان بھی لائے گا اور جو ایمان نہیں لائے گا وہ مانے گا بھی نہیں۔ مثلاً جو نماز پڑھے گا۔ روزے رکھے گا۔ (-) دے گا۔ (-) کرے گا وہ یونہی نہیں کرے گا اور نہ ہی رسمی طور پر۔ کیونکہ رسمی طور پر کرنے کی خدا تعالیٰ نے پہلے ہی نفی فرما دی ہے۔ کیونکہ پہلے یہ نہیں فرمایا۔ کہ اگر تم شریعت کے حکموں پر عمل کرو گے تو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بلکہ لفظ ہی ایسا رکھا ہے جو شریعت پر عمل کرنا بھی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور رسم کے طور پر عمل کرنے کا رد بھی کر دیتا ہے۔ یعنی استجابت اس کے معنے ہیں کہ ایک طرف سے آواز آئے اور دوسرا اس کو قبول کر کے اس پر عمل کرے۔ نہ یہ کہ کسی کے اپنے نفس میں رحم اور سخاوت ہے تو وہ بھی اس کا مصداق ہو سکے اور نہ ہی رسمی یا عادت کے طور پر کوئی کام کرنا اس میں داخل ہو سکتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میری آواز سنے اور اس پر عمل کرے اس کی دعا قبول ہوگی۔ اس طرح ایک ناقص ایمان والا شخص جو رسمی طور پر شریعت کے احکام پر عمل کرتا ہے۔ یا ایک دہریہ جو یونہی لوگوں کے ڈر سے نماز پڑھ لیتا ہے۔ داخل نہیں ہو سکتا۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ (اور مجھ پر ایمان لائیں) کے فرمانے کا کیا مطلب ہوا۔ اور استجابت اس وقت ہوتی ہے جبکہ ایمان باللہ ہو تو پھر ایمان لانے کے کیا معنے۔ استجابت جب ایمان لانے کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ تو پہلے ایمان ہونا چاہئے۔ اور بعد میں استجابت نہ کہ پہلے استجابت اور بعد میں ایمان۔ اس صورت میں ایک ظاہربین کو اختلاف نظر آتا ہے لیکن یہ بات غلط ہے۔

یہاں خدا تعالیٰ پر ایمان لانے سے اس کی شریعت پر ایمان لانا مراد نہیں ہے بلکہ دعا کے قبول ہونے کا ایک اور گُر بتایا ہے جس کے نہ سمجھنے سے بہت سے لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے اور ان کی دعائیں رد کی گئی ہیں وہ گُر یہ ہے کہ انسان شریعت کے تمام احکام پر عمل کرے اور دعائیں مانگے مگر ساتھ ہی اس بات پر ایمان بھی رکھے کہ خدا تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ شریعت کے احکام پر بڑی پابندی سے عمل کرتے ہیں۔ ان کے دلوں میں خشیت اللہ بھی ہوتی ہے۔ بڑے خشوع و خضوع سے دعائیں بھی کرتے ہیں مگر پھر یہ کہتے ہیں کہ فلاں اتنا بڑا کام ہے اس کے متعلق دعا کہاں سنی جا سکتی ہے یا یہ کہتے ہیں کہ ہم گنہگار ہیں ہماری دعا خدا کہاں سنتا ہے اس قسم کا کوئی نہ کوئی خیال شیطان ان کے دل میں ڈال دیتا ہے جس سے ان کی دعامیں قبولیت نہیں رہتی۔ اس نقص سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ تم اس بات پر بھی ایمان رکھو کہ جب تم ہمارے احکام پر اچھی طرح چلو گے تو میں تمہاری دعائیں قبول کر لوں گا۔ جب یہ یقین ہو۔ تو پھر دعا قبول ہوتی ہے لیکن اگر کوئی زبان سے دعا تو کرتا ہے لیکن اسے یقین نہیں کہ خدا اس کی دعا قبول کرے گا تو کبھی اس کی دعا قبول نہیں ہو سکے گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ بندہ کے یقین پر دعا قبول کرتا ہے۔ اگر کسی کو یقین ہی نہ ہو تو لاکھ ماتھا رگڑے ناک گھساتے گھساتے دب جائے۔ حلق بیٹھ جائے کبھی دعا قبول نہیں ہوگی۔ کیونکہ جس کو خدا پر امید نہیں ہوتی۔ اس کی دعا وہ نہیں سنتا۔

فرماتا ہے (-) اللہ کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو۔ اللہ کی رحمت سے کوئی ناشکرا انسان ہی ناامید ہوتا ہے ورنہ جس نے اپنے اوپر خدا تعالیٰ کے اس قدر نشان دیکھے ہوں جن کو وہ گن بھی نہ سکتا ہو۔ وہ ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ میرا فلاں کام خدا نہیں کرے گا۔ اور فلاں دعا قبول نہیں ہوگی۔ خواہ اس کی کیسی ہی خطرناک حالت ہو اور کسی ہی مشکلات اور مصائب میں گھرا ہوا ہو۔ پھر بھی وہ یہی سمجھتا اور یہی یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ اشارہ سے بھی یہ سب کچھ دور ہو سکتا ہے اور خدا ضرور دور کرے گا اور اگر اسے دعا کرتے کرتے بیس سال بھی گذر جائیں۔ تو بھی یہی یقین رکھتا ہے کہ میری دعا ضائع نہیں جائے گی۔ اور اس وقت تک دعا کرنے سے باز نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہتا جب تک کہ خدا تعالیٰ ہی منع نہ کر دے کہ اب یہ دعا مت کرو- گو اس کی دعا قبول نہ ہو- لیکن آخر کار خدا تعالیٰ کے کلام کا شرف تو حاصل ہو گیا کہ خدا نے فرمادیا کہ اب دعا نہ مانگو- تو جب تک خدا تعالیٰ نہ کہے اس وقت تک دعا کرنے سے نہیں رکنا چاہئے- دعا قبول نہ ہو تو بھی انسان کو یہ نہیں چاہئے کہ وہ دعا کرنا چھوڑ دے- کیونکہ اگر اب قبول نہیں ہوئی تو پھر سہی پھر سہی دیکھو بعض اوقات جب بچہ ماں باپ سے پیسہ مانگتا ہے تو اسے نہیں بھی ملتا- لیکن اس کے بار بار کے اصرار پر مل ہی جاتا ہے اسی طرح انسان کو کرنا چاہئے- اگر ایک دفعہ دعا قبول نہ ہو تو دوسری دفعہ سہی- دوسری دفعہ نہ ہو تو تیسری دفعہ سہی- تیسری دفعہ نہ ہو تو چوتھی دفعہ سہی- حتیٰ کہ کبھی تو ہو ہی جائے گی- اس لئے مانگنے سے نہیں رکنا چاہئے- حضرت (بانی سلسلہ عالیہ) فرماتے تھے کہ دو قسم کے گداگر ہوتے ہیں- ایک وہ جو دروازے پر آکر مانگنے کے لئے جب آواز دیتے ہیں تو کچھ لئے بغیر نہیں ٹلتے- ان کو نرگدا کہتے ہیں اور دوسرے وہ جو آکر آواز دیتے ہیں- اگر کوئی دینے سے انکار کر دے تو اگلے دروازے پر چلے ہیں- ان کو خرگدا کہتے ہیں- آپ فرماتے کہ انسان کو خدا تعالیٰ کے حضور خرگدا نہیں بننا چاہئے- جب تک کچھ مل نہ چکے- اس طرح کرنے سے اگر دعا قبول نہ بھی ہونی ہو تو خدا تعالیٰ کسی اور ذریعہ سے ہی نفع پہنچا دیتا ہے پس دوسرا اگر دعا کے قبول کروانے کا یہ ہے کہ انسان نرگدا بنے نہ کہ خرگدا (بنے) اور سمجھ لے کہ کچھ لے کر ہی ہٹنا ہے خواہ پچاس سال ہی کیوں نہ دعا کرتا رہے یہی یقین رکھے کہ خدا میری دعا ضرور سنے گا- یہ خیال بھی اپنے دل میں نہ آنے دے کہ نہیں سنے گا- اگرچہ جس کام یا مقصد کے لئے وہ دعا کرتا ہو وہ بظاہر ختم شدہ ہی کیوں نہ نظر آئے- پھر بھی دعا کرتا ہی جائے-

لکھا ہے ایک بزرگ ہر روز دعا مانگا کرتے تھے- ایک دن جبکہ وہ دعا مانگ رہے تھے ان کا ایک مرید آکر ان کے پاس بیٹھ گیا- اس وقت ان کو الہام ہوا جو اس مرید کو بھی سنائی دیا- لیکن وہ ادب کی خاطر چپکا ہو رہا- اور اس کے متعلق کچھ نہ کہا- دوسرے دن پھر جب انہوں نے دعا مانگنی شروع کی تو وہی الہام ہوا- جسے اس مرید نے بھی سنا- اس دن بھی وہ چپ رہا- تیسرے دن پھر وہی الہام ہوا- اس دن اس سے نہ رہا گیا- اس لئے اس بزرگ کو کہنے لگا- کہ آج تیسرا دن ہے کہ میں سنتا ہوں ہر روز آپ کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا- جب خدا تعالیٰ نے یہ فرمادیا ہے تو پھر آپ کیوں کرتے ہیں- جانے دیں- انہوں نے کہا- نادان! تو تو صرف تین دن خدا کی طرف سے یہ الہام سن کر گھبرا گیا ہے اور کہتا ہے کہ جانے دو- دعا ہی نہ کرو- مگر مجھے تیس سال ہوئے ہیں یہی الہام سنتے لیکن میں نہیں گھبرایا- اور نہ ناامید ہوا ہوں- خدا تعالیٰ کا کام قبول کرنا ہے اور میرا کام دعا مانگنا- تو خواہ مخواہ دخل دینے والا کون ہے؟ وہ اپنا کام کر رہا ہے میں اپنا کر رہا ہوں- لکھا ہے- دوسرے ہی دن الہام ہوا کہ تم نے تیس سال کے عرصہ میں جس قدر دعائیں کی تھیں ہم نے وہ سب قبول کر لی ہیں- تو اللہ سے کبھی ناامید نہیں ہونا چاہئے- ناامید ہونے والے پر اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھتا ہے جو شخص ناامید ہوتا ہے وہ سوچے کہ کون سی کمی ہے- جو اس کے لئے خدا نے پوری نہیں کی- کیسے کیسے فضل اور کیسے کیسے انعام ہوئے اور ہو رہے ہیں- پھر آئندہ ناامید ہونے کی کیا وجہ ہے-

پس دعا مانگنے کا ایک طریق تو یہ ہے کہ انسان اپنے تمام اعمال کو (احکام دینیہ) کے مطابق کرے- کیوں؟ اس لئے کہ جس طرح ماں باپ بھی اسی بچے کی باتیں مانتے ہیں جو ان کی مانے- اور پوری پوری فرمانبرداری کرے- جو ان کی باتوں کی پرواہ نہیں کرتا- اس کی باتوں کی وہ بھی نہیں کرتے- پھر استاد اسی لڑکے کے بات مانتا ہے جو محنتی اور اچھی طرح سبق یاد کرنے والا ہو- اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنے فرمانبردار بندوں کی نافرمان بندوں سے زیادہ مانتا ہے-

پس تم لوگ اول تو اپنے اعمال کو (احکام دینیہ) کے مطابق بناؤ اور دوسرے یہ کہ خدا کے فضل اور رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو- بلکہ دعا کرتے وقت یہ پختہ یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ تمہاری دعا ضرور سنے گا- اور ضرور سنے گا اور اس وقت تک دعا کرتے رہو کہ خدا کی طرف سے یہ حکم نہ آجائے کہ اب یہ دعا مت مانگو- لیکن جب تک خدا تعالیٰ یہ کسی کو نہیں کہتا- بلکہ یہ کہتا ہے کہ میں تمہاری دعا قبول نہیں کرتا- اس وقت تک ہرگز ہرگز باز نہ رہو- کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ میں تمہاری دعا قبول نہیں کرتا- گویا اشارۃً یہ کہنا ہے کہ اے میرے بندے تو مانگتا جا- میں گو اس وقت قبول نہیں کرتا لیکن کسی وقت پر ضرور قبول کر لوں گا- ورنہ اگر اس کہنے سے یہ مراد نہ ہوتی- بلکہ دعا کرنے سے روکنا ہوتا- تو خدا تعالیٰ یہ کہہ سکتا تھا کہ یہ دعا مت مانگ نہ یہ کہ میں نہیں مانوں گا- پس جب تک کان میں یہ الفاظ نہ پڑیں کہ "یہ دعا مت مانگ" اس کے مانگنے کی میں تمہیں اجازت نہیں دیتا-" اس وقت تک نہیں رکنا چاہئے- اس طرح تو ان کو مطلع کیا جاتا ہے جنہیں (-) اور کشف کا رتبہ حاصل ہوتا ہے- اور جنہیں یہ نہ ہو ان کو اس بات سے متنفر کر دیا جاتا ہے جس کے متعلق وہ دعا کرتے ہیں-

جن پر (اللہ تعالیٰ کے کلام) کا دروازہ کھلا ہوتا ہے ان کو تو خدا کہہ دیتا ہے کہ ایسا مت کرو- لیکن جن کے لئے نہیں ہوتا ان کے دل میں نفرت پیدا کر دی جاتی ہے اس لئے وہ خود ہی اس دعا کے مانگنے سے باز رہ جاتے ہیں اس کا نام مایوسی نہیں- بلکہ ان کا یہ تو یقین ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارا فلاں مقصد پورا کر سکتا- اور ہمیں فلاں چیز دے سکتا ہے لیکن ہم خود ہی اسے نہیں لینا چاہتے پس اگر کسی کے دل میں دعا مانگتے ہوئے اس چیز سے نفرت پیدا ہو جائے تو اسے بھی دعا کرنا چھوڑ دینا چاہئے- ورنہ نہیں رکنا چاہئے- خواہ قبولیت میں کتنا ہی عرصہ کیوں نہ لگ جائے- بعض دفعہ دعا کرتے کرتے کچھ ایسے سامان پیدا ہو جاتے ہیں- کہ اگر دعا قبول ہو جائے تو اس سے (احکام دینیہ) کا کوئی حکم ٹوٹتا ہے- اس سے بھی سمجھ لینا چاہئے کہ وہ وقت آگیا ہے کہ اس دعا سے باز رہنا چاہئے- خدا تعالیٰ کے دُعا کو قبول کرنے سے انکار کا یہ بھی ایک طریق ہے- یعنی بجائے قول کے خدا تعالیٰ کا فعل سامنے آجاتا ہے- اس لئے اس کے کرنے سے رک جانا چاہئے تو دعا کرنے سے رکنے کے تین پہلو ہیں- اول یہ کہ (-) یا کشف ہو جائے کہ یہ دعا مت کرو- یا ہماری طرف سے اس کے کرنے کی اجازت نہیں ہے- دوم یہ کہ جس مقصد کے حصول کے لئے دعا کی جائے اس سے نفرت پیدا ہو جائے-

سوم یہ کہ جس بات کے لئے دعا کی جائے وہ (احکام دینیہ) کے محذورات کے ساتھ وابستہ ہو جائے- اگر ان تینوں حالتوں میں سے کوئی حالت بھی نہ ہو تو دعا کرنے سے کبھی نہیں رکنا چاہئے- اور کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے- بلکہ یہی سمجھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ جو مانگنے کا موقعہ دیا ہوا ہے اس میں مانگتا ہی جاؤں گا تاکہ یہ ضائع نہ جائے- جب کوئی اسی طرح کرے گا تو ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی دعا یا تو قبول کرلے گا- یا ان تینوں طریقوں میں سے کسی سے اسے روک دے گا(-)

آج میں دعا کے قبول ہونے کے صرف یہی دو طریق بتاتا ہوں- اور بھی ہیں مگر وقت تنگ ہو رہا ہے- اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو اگلے جمعہ میں ان کو (اگر اللہ نے چاہا تو) بیان کر دوں گا-

(الفضل ۲۹- جولائی ۱۹۱۶ء)

JAPAN - KOBE UPDATE

احمدیہ کیمپ اس ماہ کے آخیر تک جاری رہے گا

ایک جرمن رضاکار کا قبول احمدیت

لندن: ۱۳- مارچ ۱۹۹۵ء- احمدیہ ٹیلی ویژن کے روزانہ پروگرام جاپان- کوبے اپ ڈیٹ میں بتایا گیا کہ کوبے کے زلزلہ زدگان کے لئے قائم شدہ احمدیہ کیمپ اس ماہ کے آخیر تک جاری رہے گا- مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام بیت الفضل لندن نے یہ بات جاپان سے براہ راست رابطہ کر کے بتائی- کوبے میں احمدیہ کیمپ کے نائب انچارج مسٹر میوشی نے بتایا کہ کل کا دن ان کے لئے بہت مصروف دن تھا- کل امیر صاحب جماعت احمدیہ جاپان مکرم مغفور احمد منیب صاحب نے اس ماہ کے آخیر تک اس امدادی کیمپ کے جاری رہنے کا اعلان کیا- اس خبر سے جاپانی اداس بھی ہوئے مگر ساتھ ہی انہوں نے احمدیہ کیمپ کی خدمات پر تشکر کا اظہار بھی کیا-

مکرم راشد صاحب نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ جاپان میں خدمت انسانیت کے ۷۴ دن مکمل ہوں گے- یہ خدمت کا ایک لمبا عرصہ ہے جو احمدی رضاکاروں نے گزارا-

مسٹر میوشی نے بتایا کہ کل اس سلسلہ میں "۲۱ ویں صدی کلب" کے ارکان کے اعزاز میں ایک الوداعی پارٹی کا بھی اہتمام کیا گیا تھا- ۲۱ ویں صدی نامی کلب نے احمدیہ جماعت سے بہت اچھا تعاون کیا- نہ صرف یہ امدادی سامان لے کر آتے رہے بلکہ انہوں نے احمدی رضاکاروں کے ساتھ مل کر امداد کی تقسیم میں بھی حصہ لیا-

اس تقریب میں مکرم میوشی صاحب نے بحیثیت نائب انچارج کلب کی خدمات کو سراہا- اس کے بعد مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب نائب انچارج کیمپ، مکرم اطہر محمود صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جاپان، اور امیر صاحب مکرم مغفور احمد منیب صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا- مکرم امیر صاحب نے "۲۱ ویں صدی کلب" کی خدمت کو سراہا اور آئندہ بھی مل کر کام کرنے کی تمنا کا اظہار کیا-

مکرم راشد صاحب نے کہا ہمیں علم ہے کہ ممبران کے علاوہ تناکا صاحبہ نے بہت اچھا تعاون پیش کیا احمدیہ ٹیلی ویژن کی طرف سے بھی ان کی خدمت میں شکریہ پیش کر دیں اور ہمارے نیک جذبات ان کو پہنچا دیں-

۲۱ ویں صدی کلب کی تناکا صاحبہ نے کہا کہ جماعت احمدیہ سے ہمارا تعاون باعث مسرت تھا- یہ کیمپ قوم اور مذہب سے بالاتر ہو کر انسانیت کی خدمت میں پیش پیش رہا- انہوں نے ان لوگوں کی خدمات کو بھی سراہا جنہوں نے چندہ کے ذریعہ تعاون کیا-

اس پارٹی کے لئے کھانا مکرم ناصر احمد بھٹی صاحب اور ان کی اہلیہ مکرمہ امتہ الودود صاحبہ نے تیار کیا-

مسٹر میوشی نے آج کے پروگرام میں ایک نہایت خوشکن خبر سنائی- انہوں نے بتایا کہ آج ایک جرمن رضاکار مسٹر ایلفرڈ بھی آئے- ان کا ذکر مع رپورٹ پہلے گزر چکا ہے- انہوں نے خدمت خلق کے کاموں میں احمدیہ کیمپ سے بہت تعاون کیا- انہوں نے کہا کہ احمدیہ رضاکاروں کی محبت بھلائی نہیں جاسکتی-

مسٹر ایلفرڈ نے اعلان کیا کہ میں احمدی رضاکاروں کی محبت دیکھ کر احمدی ہوتا ہوں-

مکرم راشد صاحب نے کہا کہ (سب تعریفیں

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Moral Guide for Students کا ترجمہ بالاقساط طلباء کیلئے شائع کیا جارہا ہے

طلباء کے لئے اخلاقی گائیڈ

PRAYER

دُعا

جب ہم خدا تعالیٰ کے حضور اپنی التجائیں پیش کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ وہ ہماری ان التجاؤں کو قبول کرلے۔ تو یہی دعا کہلاتی ہے۔ دعا کرنے کے دو طریقے ہیں ایک رسمی طریقہ ہے اور دوسرا غیر رسمی۔ رسمی طریقہ کا یہ مطلب ہے کہ اپنی التجا ایک خاص مقررہ طریق سے پیش کی جائے۔ اس طریقہ کی مثال (فرمانبرداروں) کی روزانہ نمازیں ہیں یا اسی طرح دُوسرے مذاہب کے ماننے والوں کی دعائیں جو وہ اپنے عبادت گھروں' مندروں' کلیساؤں اور سناگوگز وغیرہ میں ادا کرتے ہیں اور غیر رسمی دعا سے مراد وہ دعا ہے جو آپ کسی جگہ بھی' کسی طرح بھی' اور کسی زبان میں بھی اپنے منہ سے ادا کریں۔ مثلاً آپ امتحان کے کمرہ کی طرف جارہے ہیں۔ آپ اس دوران خدا سے دعا کرسکتے ہیں کہ وہ آپ کی مدد کرے اور آپ کو امتحان پاس کرنے اور اس میں اچھے نمبر حاصل کرنے کی توفیق دے۔

خدا ہر جگہ موجود ہے۔ اور خدا ہر کسی کی دعا سنتا ہے۔ آپ اور ہم سب اس کی مخلوق ہیں۔ اور وہ اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہے۔ پھر وہ ہم سب کی دعائیں کیوں نہیں سنے گا۔ لیکن بلاشبہ ہم دعا کو ایک کھیل نہیں بنا سکتے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے اسباق تو اچھی طرح یاد نہیں کرتے اور چاہتے یہ ہیں کہ خدا ان کو اچھے نمبروں میں امتحان پاس کرنے میں مدد دے۔ خدا ایسا کبھی نہیں کرے گا۔ ایسا کرنا تو ان لوگوں کے ساتھ بے انصافی ہوگی جنہوں نے سخت محنت کی ہوتی ہے۔ بلاشبہ اگر کسی ایک یا دوسری وجہ سے خدا اس پر مہربان ہونا چاہے تو کسی کو یہ کہنے کا کیا حق حاصل ہے کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن ایک عام قانون کے مطابق پہلے ہر کسی کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور محنت کرنی چاہئے' اور پھر خدا سے اس کی مدد کے لئے درخواست کرنی چاہئے۔ کیونکہ خدا نے بھی وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ ان کی ضرور مدد کرے گا جو کامیابی حاصل کرنے کے لئے نیک نیتی سے جدوجہد کریں۔

ایک بات جو ضرور یاد رکھنی چاہئے کہ دعا ایک اطمینانِ قلب عطا کرتی ہے۔ اور وہ لوگ جو دعا سے لاپرواہی اختیار کرتے ہیں وہ اس اطمینان قلب سے اپنے آپ کو محروم کرلیتے ہیں۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر محنت ہی کرنی ہے تو پھر دعا کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ اچھا یہ تو بتائیں کہ کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ خدا کی مدد کے بغیر کچھ کرسکتے ہیں یقیناً وہ ایسا کچھ نہیں کرسکتے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ انہوں نے سخت محنت کی ہے۔ اور بہت اچھی طرح سے سٹڈی کی ہے کوئی بھی حادثہ یا ناخوش گوار واقعہ پیش آسکتا ہے۔ جس کی وجہ سے نتائج امید کے خلاف ناتسلی بخش ہوسکتے ہیں۔ اس لئے آپ کو ہمیشہ دعا کے ذریعے خدا کی مدد مانگتے رہنا چاہئے۔

PICKING HOLES

عیب جوئی

عیب جوئی کا معنی ہیں دوسروں کے عیبوں کی تلاش میں رہنا۔ اس میں کیا شک ہے کہ اگر کسی شخص میں کوئی نقص ہو تو اسے اس کے متعلق ضرور اطلاع دینی چاہئے۔ تاکہ وہ اپنی اصلاح کر سکے۔ لیکن اگر کسی کے عیب کی اس طرح سے نشان دہی کی جائے جس سے اس کو تکلیف پہنچے اور وہ بات اسے دکھ پہنچائے مثال کے طور پر اگر ایسی بات دوسرے لوگوں کی موجودگی میں کی جائے یا ایسی بات تند و تیز لہجہ میں کی جائے۔ تو ایسا کرنا بہت بری عادت ہے۔ اگر کسی کا لباس گندہ ہے اور آپ اس کا مذاق اڑانے لگ جائیں اور اس طرح وہ سمجھے کہ اس کی تذلیل کی جارہی ہے تو سب سے پہلا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اسے اس پر غصہ آئے گا۔ اور اس کے دل میں آپ کے لئے نفرت پیدا ہوگی۔ تو آپ دوسروں کے دلوں میں اپنے لئے نفرت کے جذبات کیوں پیدا کرنا چاہتے ہیں یہ بات آخر کار آپ کے لئے فائدہ مند نہ ہوگی۔

البتہ اگر دوسروں کی غلطیوں پر انہیں اچھے طریقہ سے متنبہ کیا جائے۔ اور اس کے لئے ان کی مدد بھی کی جائے تو پھر ایسے لوگ آپ کے ممنون و مشکور ہوں گے۔ وہ جان لیں گے کہ آپ ان کے خیر خواہ ہیں بلکہ ان کے محسن ہیں۔ وہ آپ کو اپنی ساری زندگی یاد کریں گے۔ اور جب بھی ان کو کوئی موقعہ ملے گا تو وہ آپ کے ساتھ ضرور نیکی کا سلوک کریں گے۔

ایک دوسرا بُرا اثر عیب جوئی کا یہ ہوتا ہے کہ یہ بات آپ کو متکبر بنا دیتی ہے۔ آپ سمجھنے لگتے ہیں کہ آپ دوسرون سے بہتر ہیں۔ یہ ایک بہت نقصان دہ طرز عمل ہے۔ یہ بات آپ کو اس سے بھی بڑی غلطیوں پر مائل کرسکتی ہے۔

اپنے آپ کو دوسروں کی جگہ رکھ کر دیکھئے۔ اور خیال کیجئے کہ اگر کوئی دوسرا آپ کی بے عزتی کرے اور آپ کی غلطیاں بتا کر لوگوں میں آپ کو کمتر ظاہر کرے تو آپ کیا اسے پسند کریں گے۔ اور وہ کون ہے جو غلطیوں سے مبرا ہے۔

غلطیاں آپ میں بھی ہیں اور ہر ایک میں ہوتی ہیں۔ پھر کیوں نہ دوسروں کو ان کی غلطیاں بتانے کے لئے نرم رویہ اختیار کیا جائے کہ وہ کہاں کہاں اپنی اصلاح کرسکتے ہیں۔ اگر ہم اس طرح کریں تو دوسرے بھی ایسا ہی کریں گے اور وہ بھی ہماری غلطیاں ہمیں بہت نرم لہجے میں بتائیں گے۔

جب آپ آئینہ میں دیکھیں تو آئینہ آپ کو آپ کی غلطیاں بتاتا ہے لیکن کیا کبھی کسی آئینہ نے دوسروں کو بھی آپ کی غلطیوں پر اطلاع دی ہے۔ نہیں کبھی نہیں۔ پس آپ کو اس آئینے کی طرح عمل کرنا چاہئے۔

نجم الحسن عطاء

بشکریہ "اپنا گھر" کراچی

آلودہ ہوا میں سانس لینا کتنا خطرناک ہوسکتا ہے

پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ ہوا میں کون سے عناصر زندگی کے لئے ضروری ہیں اور فضا کو انسانی ترقی کے کن زہریلے عناصر نے آلودہ کردیا ہے کہ اب سانس لینا بھی خطرناک محسوس ہوتا ہے نیز یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس کے تدارک کے لئے کیا کچھ کیا جاسکتا ہے؟

ہوا مختلف گیسوں کی آمیزش سے بنی ہے ان میں نائٹروجن' آکسیجن' کاربن ڈائی آکسائیڈ' آبی بخارات' جملہ گیسیں اور خاکی ذرات قابل ذکر ہیں' آکسیجن ہوا میں ۱/۵ حصہ ہوتی ہے یہ سب سے زیادہ اہم اور متحرک عنصر ہے جو زندگی کی علامت ہے' نائٹروجن بھی اس میں مرکزی اہمیت کا حامل عنصر ہے اس کا تناسب ہوا میں ۷۸ فیصد ہے' بظاہر یہ گیس متحرک نہیں ہے لیکن کمبشن کو کم کرتی ہے۔ ہم ہوا میں ایک موم بتی بھی نہیں جلاسکتے' اگر ہوا میں نائٹروجن نہ ہوتی' ہوا میں صرف 0.03 فیصد کاربن ڈائی آکسائیڈ کا حجم ہوتا ہے یہ تناسب مسلسل فطرت میں توازن برقرار رکھتا ہے اور اس سلسلے میں اوزون تہہ بھی کار آمد ثابت ہوتی ہے ہوا میں ایک پروسس کے تحت C02 یہ کام فوٹو سینتھیسس کرتا ہے اور پھر C02 ہوا میں کمبشن سانس اور سڑے ہوئے نامیاتی مادوں کی وجہ سے واپس ہوا میں در آتا ہے' آبی بخارات کے عناصر بڑے پیمانے پر مختلف نوعیت اختیار کرتے ہیں یہ زیادہ سے زیادہ تناسب سے لے کر ایک فیصد کے ایک چھوٹے مالیکیول برابر حصہ تک ہوا میں معروضی حالات کے مطابق پائے جاتے ہیں ان کا انحصار مقامی موسمی حالات اور درجہ حرارت پر ہے۔ ہوا میں خاک کا تناسب کم' باریک اور معمولی نوعیت کا ہوتا ہے ان میں معدنی ذرات' کوئلے کے ذرات' پلانٹ پولن اور بہت سے بیکٹیریا پائے جاتے ہیں۔

آکسیجن اگرچہ نائٹروجن سے کم مقدار میں ہوا میں پائی جاتی ہے اس کا تناسب 20 فیصد ہے لیکن سب سے متحرک اور اہم عنصر بھی یہی ہے' ہم جو سانس لیتے ہیں وہ اسی عنصر کا مرہون منت ہے سانس کے ذریعے آکسیجن ہوا کے دوش پر ناک کے ذریعے ہوتے ہوئے پھیپھڑوں میں جاتی ہے' جہاں مائیکرو اسکوپک کروڑوں ہوا کی تھیلیاں ہوتی ہیں اور دل کی طرف سے آنے والی مائیکرو اسکوپک شریانیں ان سے آکسیجن سے لیس خون کو لے کر دل کے متعین کردہ راستوں سے ہو کر پورے جسم میں ۱۵ منٹ میں خون فراہم کرتی ہیں اور یوں انسانی زندگی کا دارومدار ہوا کے اس اہم عنصر آکسیجن پر ہے خون میں سب سے خوب صورت سیال مادہ ہیموگلوبن ہوتا ہے جو انسانی زندگی کا بقاء کا ضامن ہے اگر آکسیجن ہوا میں نہ ہو تو ہیموگلوبن نیلے رنگ میں تبدیل ہوکر زہر بن جاتا ہے اور انسان موت کا شکار ہوجاتا ہے اگر آکسیجن ہوا کی آلودگی کی وجہ سے آلودہ ہوجائے تو خون میں خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ ہوا کے ذریعے فاسد مادے' بیکٹیریا خون سے مختلف بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ دل کی شریانوں میں یہ فاسد مادے تنگی پیدا کرتے ہیں جس سے بلڈ پریشر اور دیگر دل کی بیماریوں کا آغاز ہوجاتا ہے اس طرح آلودہ آکسیجن کینسر' ٹی بی اور دمہ جیسی مہلک بیماریوں کا سبب بنتی ہے انسان سانس کے ذریعے آکسیجن پھیپھڑوں تک پہنچاتا ہے لیکن دل کے راستوں سے آنے والی وریدیں کاربن ڈائی آکسائیڈ لے کر آتی ہیں جو انسان منہ کے ذریعے باہر نکالتا ہے انسانی خلیوں کا یہ ردوبدل انسانی قوت کو حرارت بخشتا ہے اور انسان مستعد ہوکر کام کرتا ہے اگر ہوا کا یہ انمول قدرت کا عطیہ آلودہ ہوجائے تو زندگی وبالِ جان بن جاتی ہے اور قسم قسم کی بیماریوں کے حملے انسانی زندگی کو تباہ کردیتے ہیں ہوا کے اندرونی عناصر تو زندگی کا توازن برقرار رکھتے ہیں تاہم ہوا میں بیرونی عناصر اور مواد کی موجودگی آلودگی کا موجب بنتی ہے لیکن فطری عناصر بھی توازن برقرار نہ رکھیں تو زندگی میں عدم توازن پیدا ہوجاتا ہے ان قدرتی آلودگیوں میں بھاری مقدار میں کاربن ڈائی اکسائیڈ ضرورت سے زیادہ نائٹروجن' سلفر اور ہائیڈرو کاربن قابل ذکر ہیں یہ فطرت کی مقررہ حد سے زیادہ ہوجائیں تو خطرناک ہوجاتے ہیں علاوہ ازیں غیر فطری عناصر جو ہوا کو آلودہ کرتے ہیں ان میں صنعتوں سے پیدا شدہ مختلف نوع کے فاسد مادے اور انسانی سرگرمیاں ہیں مثال کے طور پر انسانی سرگرمیوں میں ایک ایٹم کی ایجاد ہے جس سے ہوا میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطرناک تابکاری ذرات شامل ہو رہے ہیں عصر حاضر میں چیچنیا میں روس جو بم استعمال کر رہا ہے اس سے ان علاقوں میں ماحولیاتی دھماکہ ہو سکتا ہے۔ بہرکیف انسان اپنی منفی سرگرمیوں کی وجہ سے ہوا کو آلودہ کر کے اپنی موت کے ساتھ حیوانی اور نباتاتی خاتمے کا سامان بھی کر رہا ہے۔

نامکمل ایندھن کے جلنے سے کاربن مونو آکسائیڈ ہوا میں شامل ہو رہی ہے یہ ایندھن پٹرول' ڈیزل' قدرتی گیس اور کوئلہ پر مشتمل ہے ان منفی عناصر کا بڑا حصہ ٹریفک کے ذریعے ہوا میں آلودگی کا باعث بن رہا ہے۔ کاربن مونو آکسائیڈ' ہیموگلوبن میں آلودہ آکسیجن کو داخل کرتی ہے اس لئے خون کے خلیوں میں کم آکسیجن کی وجہ سے دل کے عضلات مردہ ہونا شروع ہو جاتے ہیں جس سے دل کی مہلک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں چنانچہ جسم کا نارمل میٹابولزم عدم توازن کا شکار ہو جاتا ہے اسی طرح ذہن پر بھی اثرات مرتب ہوتے ہیں جب آلودہ آکسیجن سے لیس خون دماغ کی طرف سفر کرتا ہے تو دماغی سرگرمیوں میں خلل پڑ جاتا ہے اور ذہنی کاموں میں رکاوٹ آ جاتی ہے یوں عین ممکن ہے کہ ٹریفک کے حادثات اسی وجہ سے بڑھتے جا رہے ہیں۔ ذہن کی کارکردگی کو کاربن مونو آکسائیڈ متاثر کرتی ہے تو سانس لینے میں بھی دشواری پیش آتی ہے اس سے دمہ کی شکایت ہو سکتی ہے عضلات کمزور پڑ جاتے ہیں اور دماغ غنودگی کے عالم میں رہتا ہے سگریٹ نوشی کرنے والے حضرات اس بات سے اندازہ کر لیں کہ سگریٹ میں تقریباً ایک کیوبک میٹر میں 400 ملی گرام مونون آکسائیڈ ہوتی ہے ماہرین کا کہنا ہے سگریٹ نوشی ذہنی کارکردگی کو مدہم کرتی ہے اور دل کی بیماریوں کا سبب بنتی ہے خون میں آکسیجن کی کمی یا آلودگی جسم میں خون کی طلب اور رسد میں عدم توازن پیدا کرتی ہے چنانچہ دل کو خون پمپ کرنے میں مشکل پیش آتی ہے جس کے نتیجے میں دل کا حملہ بھی ہو سکتا ہے۔

پاکستان میں فضا کی آلودگی کا مسئلہ

پاکستان کی فضا میں گرد و غبار بھی ایک بڑا مسئلہ ہے جس کے ذرات آہستہ آہستہ گرتے ہیں۔ ای۔ پی۔ اے پنجاب کے ذرائع کے مطابق ہر مربع میل کے علاقے میں ایک ماہ کے اندر 695 ٹن جمنے والی گرد گرتی ہے جو گرمیوں کے موسم میں بڑھ کر 1400 ٹن ہو جاتی ہے۔ عالمی معیار کے مطابق اگر گرد کی ہوا میں مقدار 0.66 گرام فی مکعب میٹر سے بڑھ جائے تو صحت کے لئے مضر ہوتی ہے جبکہ پاکستان کے بیشتر شہروں میں یہ 9.8 گرام فی مکعب میٹر تک موجود ہے اس طرح فضا میں جست کی قابل قبول مقدار 15 مائکرو گرام فی مکعب میٹر ہے جبکہ ہمارے بڑے شہروں میں اس سے کہیں زیادہ ہے۔

پی سی ایس آئی آر کی ایک تحقیق کے مطابق کراچی اور کراچی جیسے بڑے شہروں میں چلنے والی گاڑیاں ہر روز ایک ہزار سے زائد سیسے کے ذرات ہوا میں شامل کر رہی ہیں۔ سیسے کے زہریلے اثرات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ گر انسان کے خون میں سیسے کے ذرات 50 مائیکرو گرام تک پہنچ جائیں تو مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو جانا یقینی ہو جاتا ہے سیسے کے ذرات کا زہریلا اثر انسانوں کے ساتھ ساتھ نباتات پر بھی پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ شہروں میں کئی جگہوں پر درختوں کے پتے کالے ہونا شروع ہو گئے ہیں۔

پاکستان کے شہروں میں گاڑیوں کی تعداد لاکھوں سے تجاوز کر چکی ہے ان میں آدھی سے زیادہ گاڑیاں خراب انجنوں کی وجہ سے خطرناک مضر صحت دھواں چھوڑتی ہیں آٹوموبائل گاڑیوں میں ایک بڑی تعداد آٹو رکشاؤں کی بھی ہے جو اپنے غیر معیاری سائلنسروں کی وجہ سے پہلے سے موجود شور و غل میں مزید بے پناہ اضافہ کرتے ہیں جو انسان کے اعصاب پر بری طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ ان گاڑیوں کو بند کرنے اور دھوئیں کا کنٹرول کرنا

پاکستان میں کسی جگہ موجود نہیں ہے نتیجۃً ہوا میں کاربن کی مقدار مسلسل بڑھ رہی ہے ماحول اور فضا میں یہ آلودگی اور ماحولیاتی توازن میں بگاڑ مستقبل قریب میں ایک گمبھیر مسئلہ بن کر سامنے آئے گا اس لئے آلودگی کو روکنے اور ماحولیاتی توازن کی بحالی کی مربوط منصوبہ بندی کے لئے ابھی سے کام شروع ہو جانا چاہئے موجودہ حکومت کی اس جانب کوششوں کا ساتھ دینا عوام کا اولین فریضہ ہے اس سلسلے میں خاص طور پر موجودہ حکومت کی کاوشوں کی وجہ سے امید کی جا سکتی ہے کہ ماحولیات کے مسائل کو حل کرنے کے لئے جلد ہی اقدامات اٹھائے جائیں گے' جن میں مندرجہ ذیل اقدامات بہت ضروری ہیں۔

1) ٹریفک کے دھوئیں اور شور و غل کو قابو میں لایا جائے۔

2) آلودگی کے عناصر کو ایندھن میں سے ختم کیا جائے ایسے مواد کو استعمال کرنے سے پہلے جلا دیا جائے یا سائنس دان اس کا نعم البدل تلاش کریں۔

3) ریفائین کرتے وقت سلفر کے عنصر کو ایندھن سے ختم کیا جا سکتا ہے۔

4) سائنس کی ایجادات نے ایسے برقی آلات دریافت کر لئے ہیں جن کے ذریعے سے زہریلی گیسوں اور گرد و غبار کے ذرات کو صنعتوں کے اندر ہی ختم کیا جا سکتا ہے اور ان کے انزال کو روک کر ہوا کو آلودگی سے پاک رکھا جا سکتا ہے۔

5) سلفیٹ کو ڈی کمپوز کیا جا سکتا ہے۔

6) ۱۹۸۳ء کے ماحولیاتی تحفظ کے آرڈیننس کی جگہ معروضی حالات کے مطابق نیا بل قومی اسمبلی پاس کرے اور ضابطوں پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔

7) زیادہ درخت اگائے جائیں' جنگلات کی کٹائی کم کی جائے نئی شجرکاری کی رفتار کو بڑھایا جائے۔

8) صنعتوں اور انسانی فضلے اور گندے پانی کو بین الاقوامی معیار کے مطابق ٹھکانے لگانے کے لئے منصوبہ بندی کی جائے۔

9) گاؤں سے شہروں کی طرف آبادی کے رخ کو واپس موڑا جائے جس کے لئے متوازن معاشی پالیسیوں کی تدوین کی ضرورت ہے۔

10) آبادی کی شرح کو کم کیا جائے۔

11) صنعتی اور گھریلو سیوریج سسٹم کو الگ کر دیا جائے' آبادیوں کے نزدیک سے گزرنے والے گندے زہریلے پانیوں کے نالوں کو ڈھانپ دیا جائے۔

12) گندے پانی اور فضلے کو آس پاس کے ندی نالوں اور دریاؤں میں بغیر کسی حفاظتی تدبیر کے پھینکنے کے عمل کو روکا جائے۔

13) کچرا کوڑا کرکٹ اور ٹھوس گندگی کو سائنسی بنیادوں پر ٹھکانے لگایا جائے' انسانی اور حیوانی فضلے کو کھلا نہ چھوڑا جائے۔

14) ٹریفک کے قوانین پر سختی سے عمل کرایا جائے۔

(پندرہ روزہ "اپنا گھر" کراچی ۵؛ فروری تا ۲۸ فروری۔ یکم مارچ تا ۱۵ مارچ ۹۵ء)

اطلاعات و اعلانات

گمشدہ اشیاء

○ مورخہ ۹۵-۳-۲۵ کو ایک دوست کے مبلغ۔/۴۰۰۰ (چار ہزار روپے) دار الرحمت وسطی سے طاہر آباد اور راجہ کے بھٹہ تک جاتے ہوئے۔ راستے میں کہیں گر گئے۔ اگر کسی صاحب کو ملیں تو مینیجر الفضل کو اطلاع دے

○ ایک عدد ڈائری جس میں ضروری حساب کتاب اور کچھ ایڈریس وغیرہ درج ہیں۔ بیت اقصیٰ چوک ربوہ سے گول بازار اور فیکٹری ایریا کے راستے میں کہیں گر گئی ہے۔ اگر کسی صاحب کو ملے تو از راہ کرم محترم صدر صاحب عمومی کے دفتر پہنچا دیں۔

بازیافتہ سائیکل

○ ایک عدد پرانا سائیکل ملا ہے۔ جس صاحب کا ہو نشانی بتا کر دفتر صدر عمومی سے حاصل کر لیں۔

بقیہ صفحہ ۵

اللہ کے لئے ہیں) اللہ تعالیٰ ان کے فیصلے میں برکت دے۔

مکرم راشد صاحب نے آخر میں اعلان کیا کہ ۲۴- مارچ کو کوبے آپ ڈیٹ کا آخری پروگرام ہو گا۔ پھر اپریل سے ہفتہ وار پروگرام "جاپان اپ ڈیٹ" پیش کیا جائے گا۔ جس میں کوبے کے علاوہ جاپان کی عمومی خبریں پیش کی جائیں گی۔ ۲۴- مارچ کے بعد یہ پروگرام باقاعدگی سے جاری ہو گا۔

تبدیلی فون

○ مکرم مجید احمد سونگی ابن مکرم نذیر احمد صاحب سونگی ۱۶/۳ دار الرحمت وسطی کا نیا فون [illegible] ہے۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوالنّاصِر
RJ
الرّحیم نیو
جیولرز
پہلی منزل بھایانی چیمبرز
خورشید مارکیٹ حیدری
کراچی۔ فون 664-0231
664-3442
فیکس 6643299 (92-21)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 30- مارچ- 1995ء
بادل اور ہلکی دھوپ ہے۔ سردی باقی ہے
درجہ حرارت کم از کم 15 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 22 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کراچی میں کور کمانڈر اور سیاسی رہنماؤں سے اہم ملاقاتیں کیں۔ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں صدر کی زیر صدارت اہم اجلاس میں سندھ کے گورنر' وزیر اعلیٰ' چیف سیکرٹری' آئی جی اور کمانڈر رینجرز نے شرکت کی اور صدر کو امن و امان بہتر بنانے کے اقدامات سے آگاہ کیا گیا۔ صدر نے کہا ہے کہ فرقہ وارانہ ہلاکتوں میں کراچی سے باہر کے لوگ ملوث ہیں۔ انہوں نے سیاستدانوں سے کہا کہ وہ حکومت کا ساتھ دیں۔ سندھ حکومت دہشت گردوں پر آہنی ہاتھ ڈالے اور عدالتوں میں ان کے مقدمات کی مناسب طریقے سے پیروی کرے۔ صدر سے ملاقات میں شاہ احمد نورانی اور پروفیسر غفور احمد نے صدر کو اپنے تعاون کی یقین دہانی کرائی اور کراچی کے حالات کی بہتری کے لئے تجاویز' بھی پیش کیں۔ صدر نے کہا کہ کراچی کے لوگوں کو حکومت کی عمل داری کا احساس دلایا جائے۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ لانگ مارچ یا تحریک عدم اعتماد کی ضرورت نہیں حالات خود بڑی تبدیلی کی طرف بڑھ رہے ہیں موجودہ حکومت اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے جلد رخصت ہونے والی ہے۔ اب عوام چہروں کی نہیں نظام کی تبدیلی چاہتے ہیں۔

○ وزیر اعظم اور قائد حزب اختلاف کے درمیان ملاقات کرانے کے لئے رابطے کئے جا رہے ہیں۔ اعتدال پسند عناصر انتہائی خاموشی سے سرگرم عمل ہیں۔ وزیر اعظم اپوزیشن لیڈر کو اپنے ساتھ امریکہ جانے کی دعوت دیں گی۔

○ سپاہ صحابہ کے صدر شیخ حاکم علی اور تحریک جعفریہ کے متعدد رہنماؤں کو رہا کر دیا گیا ہے۔ رہا ہونے والوں کا تعلق جھنگ' لاہور' ملتان اور سرگودھا سے ہے۔

○ مزاری قبائل نے سوئی کشمور روڈ ٹریفک کے لئے بند کر دی ہے۔ قبائلیوں نے سڑک پر آنے جانے والی گاڑیوں پر خود کار ہتھیاروں سے فائرنگ کی۔ قبائلی ایک اور سرکاری گاڑی چھین کر لے گئے۔

○ وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے کہا ہے کہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے دورہ امریکہ سے زیادہ توقعات وابستہ نہ کی جائیں۔ اس دورے کے دوران پریسلر ترمیم کے خاتمے یا ایف سولہ طیارے ملنے کا فوری امکان نہیں ہے۔ تاہم اس دورے کے دوران امریکی سرمایہ کاری میں پیش رفت ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ امریکی انتظامیہ اور کانگریس میں پریسلر ترمیم ختم کرنے کا احساس پایا جاتا ہے۔

○ سوئی کے علاقے میں مزاری قبائل ۴۴ گاڑیاں چھین چکے ہیں اس علاقے میں بدامنی کی وجہ مزاری اور بگتی قبائل کی باہمی آویزش ہے۔

○ ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کہا ہے کہ مسلمان مغرب کے سیاسی ثقافتی اور فوجی حملوں کی زد میں ہیں۔ یہ ممالک مسلمان ممالک کے طلباء کو جدید ٹیکنالوجی سے محروم رکھ رہے ہیں پاکستان عراق' لیبیا اور ایران کے مسلمان طلباء کو نیوکلیئر فزکس کے مضمون میں امریکی یونیورسٹیاں داخلہ نہیں دیتیں۔ جبکہ دیگر ممالک کے طلباء پر ایسی کوئی پابندی نہیں۔

○ صدر مملکت نے کہا ہے کہ موجودہ حالات میں کراچی میں بلدیاتی انتخابات نہیں ہو سکتے۔ دہشت گردوں کے خلاف مقدمات واپس نہیں لئے جائیں گے۔

○ بھارتی انتہا پسند ہندو لیڈر بال ٹھاکرے نے پاکستانی اور بنگلہ دیشی مسلمانوں کو ۱۵ دن میں بمبئی سے نکلنے کی ہدایت کر دی ہے۔ بال ٹھاکرے نے کہا ہے کہ میرا بال بھی بیکا ہوا تو سارے بھارت میں مسلمانوں کو چن چن کر قتل کر دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت سے غیر ملکیوں کے "زہر" کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ضروری ہے۔

○ وزیر پانی و بجلی ملک غلام مصطفیٰ کھر نے کہا ہے کہ انڈس ڈیم پر تمام لوگوں کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ ہائیڈل پالیسی پر شیرپاؤ حکومت کے اعتراضات دور ہو گئے ہیں۔ اپوزیشن سے بھی بات کروں گا۔ اب میں دوسرے صوبوں میں بھی جاؤں گا۔

○ کراچی میں رینجرز کو مکمل اختیارات مل گئے۔ گرفتاریوں کا سلسلہ تیز کرنے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔

○ پاکستان کرکٹ ٹیم کا کپتان معین خان کو بنا دیا گیا ہے۔ ٹیم میں چار نئے کھلاڑی شامل کئے گئے ہیں۔ سابق کپتان سلیم ملک کو ٹیم میں شامل نہیں کیا گیا۔

○ وفاقی پارلیمانی سیکرٹری ارباب غلام رحیم نے کہا ہے کہ جن کے دور میں کراچی کے حالات خراب ہوئے وہ آج پارسا بن بیٹھے ہیں۔

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں • کیڈمیم کیساتھ تیار شدہ بغیر ٹانکے کے زیورات۔
• زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی جائے گی۔
• زیورات کی دنیا میں منفرد نام
نسیم جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹرز : میاں نسیم احمد طاہر
میاں وسیم احمد
فون : دوکان : 837 گھر : 212175

لان کے بالکل نئے پرنٹ۔ بنارسی سوٹ کڑھائی والے سوٹ اور دوپٹے پرنٹ ماربل کرنکل اور شارٹ سلک کے سوٹ کی سیل جاری ہے۔ اعلیٰ کوالٹی مناسب دام
الفردوس کلاتھ ہاؤس
اقصیٰ روڈ ربوہ

شدید ناقابل برداشت درد
PAINS CURATIVE SMELL
پینز کیوریٹو سمیل سے منٹوں میں ختم۔ آرام نہ آئے تو 24 گھنٹے میں واپس
نوٹ : ہر قسم کی دواؤں کے استعمال کے دوران بھی سونگھی جا سکتی ہے
فی شیشی : 20/- روپے۔ اچھے ہومیو پیتھک و میڈیکل سٹورز سے یا مع 15 روپے ڈاک خرچ
کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ سے طلب کریں
فون :- 04524-211283 / 771
فیکس :- 04524-212299

ہر قسم کے جدید اور روائتی زیورات کا مرکز
انور گولڈ سمتھ
اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ
نزد الائیڈ بنک ربوہ
پروپرائیٹر : انوار احمد ولد ڈاکٹر عبدالغفور زاہد صاحب مرحوم

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم کے ڈش انٹینا خریدنے کیلئے
قیمت 10,000/- ڈش 8 فٹ بمع مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن 21- ہال روڈ لاہور
فون : 7226508 - 355422
7235175

خود مل کر تشخیص اور مشورہ کے خواہشمندوں کی خاطر حضرت حکیم نظام جان کے مشہور دواخانہ مطب حمید کا
ماہانہ پروگرام حسب ذیل ہے
0- 5 تا 7 تاریخ
مشہور دواخانہ اقصیٰ چوک فون 906
کوٹھی 1/2 دار البرکات ربوہ فون 555
0- 10 تا 12 تاریخ
سیکٹر I 10/2 گلی 32 اسلام آباد
فون 415845
0- 15' 16 تاریخ
مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالروالا
0- 20 تا 23 تاریخ
مشہور دواخانہ محمود آباد 3/44 کراچی
0- 25 تا 27 تاریخ
مشہور دواخانہ نزد پرانی کوتوالی
حضوری باغ روڈ ملتان
باقی دنوں میں :
مطب حمید
نزد پنڈی بائی پاس جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں مشورہ ہو سکتا ہے۔
گوجرانوالہ فون : 254634 - 219065
218534

حبوب مفید اٹھراء 25 روپے • اکسیر اولاد نرینہ (کورس) 150 روپے • سرمہ جواہر 15 روپے • تریاق معدہ 15 روپے
ناصر دواخانہ ربوہ
فون : 04524-212434